بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصریحات

اس دفعہ "ترجمان الحدیث" کے لیے مولانا ماہر القادری مدیر "فاران" کراچی نے ایک مقالہ خصوصی ارسال کیا ہے، اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے تصریحات کے اوراق میں شائع کیا جا رہا ہے ——— ادارہ

آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر جو ایمان افروز کارنامہ انجام دیا ہے وہ پوری ملتِ اسلامیہ کے دل کی آواز ہے۔ پاکستان کے طول و عرض میں جگہ جگہ مسلمانوں کے اجتماعات منعقد ہوئے ہیں جن میں آزاد کشمیر اسمبلی کی اس قرارداد کی توثیق، تائید بلکہ مدح و توصیف کی گئی۔ پاکستان کے قریب قریب تمام دین پسند اخباروں اور رسالوں میں بھی اس قرارداد کو سراہا گیا اور قادیانیت کی تردید میں مسلسل مضامین شائع کیے جا رہے ہیں! نہ صرف پاکستان میں بلکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے شائع ہونے والے جرائد نے بھی آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد پر صدرِ مملکت آزاد کشمیر کی خدمت میں ہدیہ تبریک ارسال کیا

اخبار "العالم الاسلامی" (مکہ مکرمہ) نے ادارتی کالم میں آزاد کشمیر کی قرارداد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

"اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ قادیانی پاکستان کے اتحاد و سالمیت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں برابر کے شریک ہیں۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ پاکستان کا اتحاد اور اس کی سالمیت ان کے عزائم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے" (ترجمہ)

جناب محمد صالح القزاز، جو رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری ہیں، انہوں نے تمام اسلامی حکومتوں سے دردمندانہ اپیل کی ہے اور ان کو اخلاص ایمانی کے ساتھ متوجہ کیا ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے ملکوں میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیں اور مسلمان

ملکوں میں اس گمراہ فرقے کو اپنا شر پھیلانے سے باز رکھیں۔

مسجد الحرام و مکہ مکرمہ کے رئیس معلم الاشراف شیخ عبداللہ بن حمید نے اعلان فرمایا ہے:۔

"قادیانیت فرقہ ضالہ ہے اور قادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ان کو (ایک نقطہ پر) جمع کر سکے"

مدینہ منورہ سے جو حق کی آواز بلند ہوئی ہے اس کا عنوان یہ ہے:۔

القادیانیة حرب علی الاسلام وثورة علی نبوة محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(قادیانیت اسلام پر چڑھائی اور نبوت محمدؐی پر حملہ ہے)

آزاد کشمیر اسمبلی کی اس قرارداد سے برافروختہ ہو کر آزاد کشمیر میں قادیانیوں کی ٹولی کے سرغنہ منظور احمد ایڈووکیٹ نے اور خود ربوہ کے مرکز کے سربراہ نے دو کتابچے شائع کیے ہیں، جو مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے لغو دلیلوں اور جھوٹی باتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہوائی تباہی باتیں بیان کرنا، غیر معقول دلیلیں لانا اور کذب صریح سے اپنی مدافعت اور اقدام میں کام لینا یہ "قادیانی لٹریچر" کی خصوصیت ہے۔

قادیانی جماعت کے سربراہ نے اس کتابچے (آزاد کشمیر کی ایک قرارداد پر تبصرہ) میں لکھا ہے:۔

"جیسا کہ میں پہلے بھی کئی موقعوں پر بتا چکا ہوں، جماعت احمدیہ کی تعداد اس وقت ایک کروڑ کے قریب ہے"

یہ اعداد شمار انتہائی مبالغہ آمیز اور مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لیے یہ جھوٹ بولا گیا ہے۔ اسی پمفلٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ "پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد چالیس لاکھ ہے"۔ یہ بھی سفید جھوٹ ہے، پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ پانچ چھ لاکھ ہونی چاہیے اور دنیا کے تمام خطوں کے قادیانیوں کو ملا کر ان کی مجموعی مشکل ہی سے آٹھ دس لاکھ کے لگ بھگ ہو گی۔

جھوٹ نہیں، یہ شیطان کے مشن کا سب سے بڑا کارنامہ ہے کہ ہدایت و صداقت کی جگہ کذب و ضلالت ایک تنظیم اور ادارہ بن جائے اور جھوٹی نبوت کا کاروبار چلنے لگے۔ سامنے کی بات یہ ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی، اطاعت گزار اور شیدائی و فدائی ہو گا وہ حضور کے بعد کسی قسم کی نبوت کو قبول نہیں کر سکتا۔ حضور کی اطاعت و محبت کا یہ تقاضا ہے کہ حضور کے بعد ہر نبوت یا ایسے دعوے اور منصب کی جو نبوت سے ملتا جلتا ہو تردید و تکذیب کی جائے یہ کس قسم کی اطاعت اور عشق ہے کہ جس کی اطاعت و عشق کا دعوے ہے اسی کے منصب کو ہتھیا لینے کا دعوے کیا جائے۔

منصفانہ اور جائز مطالبہ

یہ بات صدق و صدحق ہے کہ حضور سید الاولین والآخرین سیدنا محمد عربی خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد قیامت تک، کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو کوئی اپنی نبوت کا دعوے کرے گا وہ کذاب ہو گا اور جھوٹے نبی کی امت ظاہر ہے امت مسلمہ کا جزو نہیں بن سکتی　　وہ امت مسلمہ سے خارج اور الگ امت ہے جن ملکوں میں مسلمانوں کی حکومت اور اکثریت ہے وہاں انصاف اور قانون کا یہ تقاضا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور ان کی تبلیغ پر پابندی لگائی جائے اس قسم کا مطالبہ اور ایسے قانون کا نفاذ نہ ظلم ہے نہ فساد ہے بلکہ اس سے تو فساد کا سدباب ہوتا ہے　　مسلمان حکومتوں کی کیا مصلحتیں ہیں۔ یہ تو وہ جانیں ہمیں تو اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلامی شریعت عشق رسول اور غیرت ختم نبوت کا یہ تقاضا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کی کھل کر ڈنکے کی چوٹ تکذیب اور تردید کی جائے، ہم مصلحتوں کی خاطر اپنی دنیا بنانے کے لیے اپنی آخرت نہیں بگاڑ سکتے۔ نبی کاذب کے نام کے ساتھ "حضرت" اور "علیہ السلام" پڑھ کر ہی ہمارا خون کھولنے لگتا ہے۔ یہ قادیانی، مسلمانوں کے یہاں اپنا لٹریچر بھیج کر مسلمانوں کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ کفر و ارتداد کی ان سرگرمیوں پر پابندی لگنی چاہیئے۔

نوائے وقت میں بعض حضرات نے آل ابراہیم اور راجپوت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ اس میں یہودیت کو ایک نسل اور قوم کی حیثیت میں پیش کیا ہے اور یہی وہ گمراہ کن تاثر ہے جسے عالمی صیہونی تحریک پوری دنیا میں پھیلانے کی پوری کوشش کر رہی ہے اور اس کا انتہائی المناک پہلو یہ ہے کہ ہمارے بہت سے جدید تعلیم یافتہ حضرات جو قرآن کریم اور تورات سے براہِ راست تعارف نہیں رکھتے وہ اس صیہونی پروپیگنڈے سے خاصے متاثر ہیں۔

حالانکہ اسلام اور عیسائیت کی طرح یہودیت بھی ایک مذہب ہے جس میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو کسی بھی مذہب کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ قرآن مجید میں ہر جگہ یہود کا ذکر ایک مذہبی جماعت کی حیثیت میں ہے۔ چند مقامات ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ بے شک جو لوگ اسلام لائے اور وہ لوگ جو یہودی، عیسائی اور صابی ہوئے۔ (۲: ۶۲)

۲۔ اور وہ کہتے ہیں یہودی ہو جاؤ یا عیسائی ہدایت پاؤ گے (۲: ۱۳۵)

۳۔ ہرگز نہ راضی ہوں گے آپ سے یہود اور نہ عیسائی جب تک کہ آپ ان کے دین پر نہ چلیں۔ (۲: ۱۲۰)

قرآن پاک میں اس قسم کی سینکڑوں آیات ہیں جن میں یہود کو ایک مذہبی جماعت کی حیثیت میں پیش کیا ہے۔ اوپر دی ہوئی پہلی دو آیتوں میں یہودیت کو ایک اختیاری مذہب قرار دیا ہے جس کے صاف معنٰی یہ ہیں کہ کوئی شخص بھی یہودی بن سکتا ہے۔ دوسری آیت میں تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو یہودیت اختیار کرنے کی دعوت دے رہے ہیں اور یہ بات ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ کوئی آدمی اپنی مرضی سے کسی دوسری نسل یا قوم کو اختیار نہیں کر سکتا۔ یہ کسی انسان کے بس میں نہیں کہ وہ چاہے تو قریشی بن جائے اور چاہے تو گوجر۔ اس معاملہ میں انسان محض مجبور ہے۔

اسی طرح تورات کا مطالعہ کیجئے وہ خالص مذہبی کتاب ہے اور اس میں یہودیوں کو اول سے آخر تک ایک مذہبی جماعت کی حیثیت میں پیش کیا ہے۔ اب ان ٹھوس دلائل کے ہوتے ہوئے ان بے سروپا باتوں کی کیا قدر و قیمت رہ جاتی ہے جن کی بنیاد صرف اور صرف قیاس ہے۔

دراصل یہودی اپنے نام سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے لوگوں کو مغالطہ دیتے ہیں اور عام لوگ چونکہ ان کی تاریخ سے واقف نہیں ہوتے اس لیے وہ ان کے اس مغالطے کا شکار ہو جاتے ہیں اور کم از کم اسے ایک نسلی مذہب ماننے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات بھی غلط ہے۔ یہ مذہب بھی یہودا ہی کا نہیں بلکہ تمام بنی اسرائیل کا یہی مذہب تھا بلکہ کئی غیر اسرائیلی بھی اس مذہب پہ ہو گزرے ہیں۔ فرعون کی بیوی اور اس کی برادری کے ایک شخص کا حضرت موسےٰ علیہ السلام پر ایمان لانا تو خود قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ وہ اسرائیلی تو کیا ابراہیمی بھی نہیں تھے۔ اسی طرح عربوں میں سے کئی قبیلے یہودیت اختیار کر چکے تھے۔ مدینہ منورہ کے قریب یہودیوں کے جو مشہور قبائل بنی قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ رہتے تھے ان کے متعلق بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ اصلاً عرب تھے اور انہوں نے یہودیت اختیار کر لی تھی (تفصیل کے لیے دیکھیئے السیرۃ النبی شبلی ج ا ص۲۹۴)

رہی یہود کی وجہ تسمیہ تو اس میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ صحیح یہی معلوم ہوتا ہے یہ نام حضرت یعقوب کے بڑے لڑکے یہودا کی وجہ سے مشہور ہوا جن کی اولاد ہمیشہ بنی اسرائیل پر حاوی رہی۔ شروع میں یہود صرف ایک قبیلہ کا نام تھا جو بنی اسرائیل کے بارہ قبائل میں سے بڑا تھا۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے زمانہ میں جب وقت اس قبیلہ میں حکومت اور نبوت دونوں اعزاز جمع ہو گئے تو بنی اسرائیل کا یہ مذہبی نام مشہور ہو گیا اور آہستہ آہستہ تمام بنی اسرائیل کو اسی نام سے پکارا جانے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں کبھی

انہیں یہود اور کبھی بنی اسرائیل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

بہرحال یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ یہود کسی خاص قوم یا نسل کا نام نہیں بلکہ یہ ایک خاص مذہبی لقب بن گیا ہے۔ جو شخص بھی اس مذہب میں داخل ہو گا اسے یہودی کہا جائے گا۔

دراصل یہودی اس پروپیگنڈے سے سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہیں۔ ذرا غور کیجئے۔ اگر وہ مذہب کے نام پر کسی ریاست کے قیام کی کوشش کرتے تو شاید ہی قیامت تک بھی کامیاب نہ ہو سکتے لیکن انہوں نے خالص مذہبی ریاست کے قیام کے لیے نسل اور قوم کے نام سے ایسی تحریک چلائی کہ بڑی خوبصورتی سے ایک خالص مذہبی مسئلہ کو انسانی مسئلہ کا رنگ دے کر دنیا کے بیشتر ممالک کی ہمدردیاں حاصل کر لیں۔

قیام ریاست کے بعد اب اس کی حفاظت کا مسئلہ یہودیوں کے لیے بڑا پریشان کن بنا ہوا ہے وہ اپنے آپ کو ایک آتش فشاں پہاڑ پر کھڑا محسوس کر رہے ہیں اور انہیں اپنے چاروں طرف دشمن ہی دشمن نظر آ رہے ہیں۔ بڑی طاقتوں کی ہمدردی (برطانیہ کو چھوڑ کر) اپنے خاص مفادات کی رہین منت ہے جن میں کسی وقت بھی تغیر آ سکتا ہے۔ برطانیہ اپنی صلیبی ذہنیت سے مجبور ہے کہ وہ ہر حال میں اسرائیل کی حمایت کرے لیکن وہ اب اس پوزیشن میں نہیں کہ وہ براہ راست اس کی مدد کو پہنچ سکے۔ اب یہودیوں کے لیے اگر کوئی مخلص ہمدرد مل سکتا ہے تو وہ صرف بھارت ہی رہ جاتا ہے۔ جو اس معاملہ میں صلیبی طاقتوں کا صحیح جانشین بن سکتا ہے جس کے کئی وجوہات ہیں۔ اگرچہ ہنود و یہود گٹھ جوڑ کی سب سے بڑی وجہ اسلام دشمنی ہے لیکن موجودہ دور میں صرف منفی طرز فکر کسی وقت بھی مضر ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہود کی انتہائی کوشش ہے کہ ان کا بھارت سے تعلق کسی مثبت بنیاد پر بھی ظاہر ہے اس سلسلے میں نسلی تعلق سب سے زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہود کی انتہائی کوشش ہے کہ وہ کسی طرح اہل بھارت سے اپنا نسلی تعلق قائم کرنے میں

حقانی مذہب ہیں۔ بے شک قادیانیوں کے مشن میں بڑی تنظیم پائی جاتی ہے۔ غیر ملکوں میں ان کا اثر و نفوذ بھی بڑھ رہا ہے۔ مال و دولت کی ان کے یہاں ریل پیل ہے ۔۔ حکومت میں کلیدی مناصب پر وہ فائز ہیں، مگر ان میں سے کوئی بات بھی مذہب قادیانیت کے برسرِ حق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ سامنے کی بات یہ ہے کہ بہائی قادیانیوں کے مقابلے میں تعداد میں بہت کم ہیں مگر کس قدر منظم اور خوشحال ہیں۔ ان کی شاخیں بھی جگہ جگہ قائم ہیں اور اس فرقہ ضالہ کی تعداد بھی بڑھتی رہتی ہے۔ قادیانی اپنی تنظیم، اپنے اجتماعات اور باہر کے ملکوں میں اپنی شاخوں کا ذکر مرعوب کن انداز میں کرتے ہیں اور بعض سادہ لوح مسلمان ان تذکروں سے مرعوب و متاثر بھی ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ہی دور میں یہ فتنہ رونما ہوا کہ امریکہ کے الیجا محمد کی "نیم الوہیت و نبوت" پر ڈیڑھ دو لاکھ نیگرو جمع ہو گئے ہیں۔ اس شخص نے بھی الہامات اور دعووں میں قریب قریب مرزا غلام احمد قادیانی ہی کا طرزِ اختیار کیا ہے۔ اس کاذب مدعی کے ماننے والے بڑے سرفروش ہیں اور ان کی تنظیم طاقتور ہوتی جارہی ہے تو یہ باتیں الیجا محمد کے باطل مشن کی حقانیت کے لیے کیا دلیل بن سکتی ہیں؟

قادیانیت گمراہ فرقوں میں سب سے زیادہ کمسن فرقہ ہے جس کی عمر ستر سال سے زیادہ نہیں ہے۔ اس فرقہ کے بانی اور پیشوا کے بعض دیکھنے والے ابھی تک زندہ ہیں اس شخص کی تمام اصل کتابیں اسی کے زمانے کی چھپی ہوئی موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد کی کتابوں کے تضاد، انتشارِ ذہن و فکر اور واہی تباہی دلیلوں کو پڑھ کر ایک منصف مزاج غیر مسلم بھی فیصلہ کر سکتا ہے کہ داعیانِ حق و صداقت کا یہ مزاج نہیں ہوتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے شروع شروع میں عیسائیوں سے مناظرے کیے جسے مسلمانوں نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا مگر عیسائیت کی تردید میں حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ مرزا غلام احمد سے منزلوں آگے تھے۔ ان کی شہرۂ آفاق تالیف "اظہار الحق" اس موضوع پر لاجواب کتاب ہے، عرب و عجم میں اس کتاب کو شہرت حاصل ہوئی۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی علم و فضل اور زہد و تقوی

میں بلند مقام رکھتے تھے مگر انہوں نے ولایت یا مجددیت کا دعویٰ نہیں کیا اور اپنی شاندار دینی اور تبلیغی خدمات کے باوجود کسی دعوے کے بغیر اپنے رب کے جوار رحمت میں پہنچ گئے۔ مرزا غلام نے اپنی شہرت اور مسلمانوں میں تھوڑی سی مقبولیت کے سہارے "ولایت" کا دعویٰ کیا۔ مسلمانوں نے اس دعوے پر سکوت اختیار کیا کیونکہ ولایت کا دعوے نہ کفر ہے اور نہ گمراہی ہے مگر اس دعوے سے مدعی کے ظرف کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ولایت کے بعد مرزا غلام احمد نے اپنی مجددیت کا اعلان کر دیا۔ اس پر ہندوستان کے مسلمان چونکے مگر اس دعوئے پر کوئی خاص احتجاج اور نکیر نہیں کی، لیکن سامنے کی بات یہ تھی کہ مرزائے قادیان کے دور میں صدہا ایسے علماء موجود تھے جو تحریر اور تقریر میں، علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں مرزا سے بہت بلند تھے بلکہ سچی بات یہ ہے کہ ان کے کسی شرف وفضیلت سے مرزا غلام احمد کو کوئی نسبت نہ تھی۔ ان حضرات اہل علم وتقوے کی موجودگی میں ایک کم سواد بلکہ ناقابلِ ذکر شخص کا اعلان مجددیت ایک قسم کا مضحکہ تھا۔ حضرت سیدنا عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ سے لے کر شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ تک جتنے مجددین گزرے ہیں۔ ان کے تجدید دین کے کارنامے سب پر روشن ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کا یہ کردار کہ ہندوستان کے مطلق العنان شہنشاہ جہانگیر سے ٹکرلی اور قید وبند کی مصیبتیں اٹھائیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ کرتوت کہ عیسائیوں کی برطانوی حکومت جو مسلمانوں کی دشمن تھی اس کی حمایت کا شرمناک کارنامہ انجام دیا اور انگریزی حکومت کی نیازمندی پر فخر کیا۔

یہ لاف زنی مجددیت ہی تک رہ جاتی تو پھر غنیمت تھی مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے مجددیت کے بعد اپنی "مہدیت" کا اعلان کیا۔ حالانکہ روایات میں "مہدی" کے ظہور کے سلسلہ میں جو علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک علامت بھی مرزا غلام احمد قادیانی میں نہیں پائی جاتی تھی۔ احادیث بتاتی ہیں کہ حضرت مہدی اہل بیت (سادات) کے خانوادے سے ایک فرد ہوں گے اور نام "محمد" ہوگا، مرزا ذات کے

اعتبار سے مغل اور نام "غلام احمد"۔ سید محمد جونپوری نے جلال الدین اکبر کے دور میں مہدویت کا دعوےٰ کیا تھا۔ ان کی مہدویت کو مسلمانوں کی اکثریت غالب نے قبول نہیں کیا مگر وہ "سید" تھے اور ان کا نام "محمد" تھا۔ یہ دو خصوصیتیں بہرحال ان میں پائی جاتی تھیں۔ محمد احمد بن عبداللہ المہدی سوڈانی (متوفی ۱۸۸۵ء) نے بھی "مہدویت" کا دعوےٰ کیا تھا، ان کی مہدویت کو بھی امت مسلمہ نے نہیں مانا مگر ان میں علم و فضل تقوےٰ اور جہاد کا جوش ولولہ پایا جاتا تھا۔ اس کے سبب سے مسلمانوں میں ان کا نام احترام "مہدویت" کے بعد مرزا غلام احمد کے دماغ نے ایک اور چھلانگ لگائی۔ مرزا نے اپنے "مسیح موعود" ہونے کا دعوےٰ کر دیا۔ یہ دعوےٰ تمام پچھلے دعووں سے زیادہ غلط، لغو اور گمراہ کن تھا۔ احادیث رسول بتاتی ہیں:۔

۱۔ نزول عیسےٰ ابن مریم علیہ السلام کا ہوگا۔" اور مرزا غلام احمد کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہ تھا، وہ اللہ تعالیٰ کی آیت کے طور پر اپنی عصمت مآب والدہ حضرت مریم سے پیدا ہوئے تھے۔ اس پیدائش میں زوجیت کو دخل نہ تھا۔ یہ معجزانہ ولادت تھی۔

۲۔ "وہ (عیسےٰ ابن مریم) صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے۔" (حدیث بہ روایت حضرت ابوہریرہ کا ترجمہ) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نزول مسیح کے بعد عیسائیت ایک مستقل اور جداگانہ دین کی حیثیت سے باقی نہیں رہے گی مگر مرزا غلام احمد نے صلیب کو توڑا نہ خنزیر کو ہلاک کیا، نہ عیسائیت کو ختم کیا ——— بلکہ اس کے برخلاف عیسائیوں کی سب سے بڑی سلطنت (برطانیہ) کی نیازمندی پر فخر کیا اور اسے اپنی "تلوار" بتایا۔ ببیں تفاوت رہ از کجا تا بہ کجا!

۳۔ "وہ (حضرت عیسےٰ ابن مریم) روحاء کے مقام پر منزل کر کے وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں کو جمع کریں گے۔" (حدیث شریف) مگر مرزا غلام احمد نے نہ روحاء کا سفر کیا اور نہ اپنی زندگی میں حج و عمرہ کیا ——— یہ شخص "مثیل مسیح"

تھا کہ نقیض مسیح تھا؟

۴۔ احادیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسے ابن مریم جب دنیا میں نزول فرمائیں گے تو دجال کو قتل کریں گے مگر مرزا غلام احمد کے زمانے میں دجال ہی سرے سے پیدا نہیں ہوا۔ دجال کا قتل تو ایک طرف رہا۔ مرزا غلام احمد نے کسی ظالم اور مرتد و کافر کے جسم کو سنٹی بھی نہیں چھوائی۔ جب دجال ہی پیدا نہیں ہوا تو مسیح بھی نازل نہیں ہوئے۔

۵۔ "اور وہ (عیسے ابن مریم) دمشق کے مشرقی حصے سفید مینار کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے" (حدیث نبوی کا ترجمہ) اور مرزا غلام احمد کو کسی نے دمشق کے سفید مینار سے پر دو فرشتوں کے ساتھ اترتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حدیث نبوی میں حضرت مسیح کے نزول کا جو مقام اور ہیئت بیان کی گئی ہے، مرزا غلام احمد کو اس سے دور کی بھی کوئی مناسبت نہیں ہے۔ قادیان کے مرزا جی نہ آسمان سے اترے اور نہ کسی پہاڑ کی چوٹی یا درخت کی پھننگ سے۔ بہ فرض محال حضرت عیسے مسیح کا انتقال ہو گیا ہے تو وہ قبر سے اٹھ کر نمودار ہوں گے۔ اگر آسمان پر زندہ ہیں تو وہاں سے زمین پر اتریں گے۔ مرزا کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ تقریباً ۵۵ سال کی عمر میں مرزائے قادیان نے مسیح موعود ہونے کا دعوئے جھاڑ دیا۔

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن جلد چہارم میں نزول مسیح ابن مریم علیہ السلام کے سلسلہ میں اکیس احادیث متن اور ترجمہ کے ساتھ نقل کرنے کے بعد کس قدر ایمان افروز اور منصفانہ محاکمہ کیا ہے:

"جو شخص بھی ان احادیث کو پڑھے گا وہ خود دیکھ لے گا کہ ان میں کسی مسیح موعود یا مثیل مسیح یا بروز مسیح کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے نہ ان میں اس امر کی گنجائش ہے کہ کوئی شخص اس زمانے میں کسی ماں کے پیٹ اور

کسی باپ کے نطفہ سے پیدا ہو کر یہ دعوےٰ کردے کہ میں مسیح ہوں، جس کے آنے کی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ یہ عام حدیثیں اور صریح الفاظ میں ان عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دے رہی ہیں۔ جو اب سے دو ہزار سال پہلے باپ کے بغیر حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، اس مقام پر بحث چھیڑنا بالکل لاحاصل ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں یا زندہ کہیں موجود ہیں۔ بالفرض (محال) وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کر کے اٹھالانے پر قادر ہے ورنہ یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں ہزارہا سال تک زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس لے آئے بہرحال اگر کوئی شخص حدیث کو مانتا ہو تو اسے یہ ماننا پڑے گا کہ آنے والے وہی عیسیٰ ابن مریم ہوں گے اور اگر کوئی شخص حدیث کو نہ مانتا ہو تو وہ سرے سے کسی آنے والے (مسیح) کی آمد کا قائل ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ آنے والے (مسیح) کی آمد کا عقیدہ حدیث کے سوا اور کسی چیز پر مبنی نہیں ہے لیکن یہ عجیب مذاق ہے کہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا جائے احادیث سے اور پھر انہی احادیث کی اس تصریح کو نظر انداز کر دیا جائے کہ آنے والے عیسیٰ ابن مریم ہوں گے نہ کہ کوئی مثیل مسیح"

مسیح موعود کے بعد مرزا غلام احمد نے اپنے صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا اعلان کیا۔ واضح طور پر کہا کہ مجھ پر وحی آتی ہے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر، ولد الحرام اور ذریۃ البغایا ٹھہرایا۔ اپنے کو نبی فرض کر کے اپنے ماننے والوں کو "میری امت" کہا اس ضلالت کا پارہ اتنا چڑھ گیا کہ انبیاء کرام پر اپنی ذات کو فضیلت دی اور معجزات کی تعداد کے لحاظ سے حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خود کو افضل ٹھہرایا ہم ان کفریات سے کروڑوں بار اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

مرزا غلام احمد کے دعووں کی یہ تدریج ہی مرزا کے کذب و فریب کو ثابت کرنے کے لیے کافی و وافی ہے۔ ہر دعوے لغو اور غلط اور اس کے بعد کا دعوے اس سے زیادہ گمراہ کن! یہاں تک کہ پھر مسیح موعود اور صاحب شریعت نبی ہونے کے دعوے کھلا ہوا کفر و ارتداد! مرزا غلام احمد نے اپنی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے قرآنی آیات میں معنوی تحریفیں کیں، قرآن کریم میں جن انبیاء کرام کے نام آئے ہیں ان کا مصداق اپنی ذات کو ٹھہرایا اور یہاں تک کہہ دیا۔

"میں محمد بھی ہوں اور احمد بھی ہوں" (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت کی تعمیر ہی غلط لغو اور جھوٹے دعووں پر ہوئی ہے اسی کو "بناء الفاسد علی الفاسد" کہتے ہیں۔ مثلاً احادیث رسول بتاتی ہیں کہ حضرت عیسٰے ابن مریم کا نزول ہوگا مگر یہاں یہ صورت حال ہے کہ ایک شخص ولایت، مجددیت اور مہدویت کے دعووں کے بعد اپنے "مسیح موعود" ہونے کا دعوے کرتا ہے، کسی حدیث میں اس کا اشارہ تک نہیں ملتا کہ جس مسیح کے نزول کا وعدہ کیا گیا ہے وہ تدریجی دعووں کے بعد تقریباً ۵۵ سال کی عمر میں مسیح موعود بن جائے گا۔ مسیح موعود کی کوئی علامت کوئی مشابہت اور کوئی ہیئت مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت پر ٹھیک نہیں بیٹھتی۔

تاویلوں کا گورکھ دھندا

یہ ہے مرزا غلام احمد کے جھوٹے دعووں کا کچا چٹھا۔ جو کہ نبیٔ کاذب کی جھوٹی نبوت کو مانتا ہے وہ ملت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ مگر حال ہی میں مرزا ناصر احمد (قادیانیوں کے موجودہ امام) کا ایک فرمودہ (۳۰ مارچ ۷۳ء) بمقام مسجد اقصٰے ربوہ "مقام ختم نبوت یعنی مقام محمدیت کی تفسیر" کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے۔ یہ کتابچہ قادیانیوں کے گمراہ کن "علم کلام" کا شاہکار ہے۔ جھوٹ کو سچ، ضلالت کو صداقت، اندھیرے کو اجالا اور کفر کو اسلام ثابت کرنے کے لیے الفاظ کے ایسے ایسے الجھاوے اور دلائل کی بھول بھلیاں اس کتابچے میں ملتی ہیں

کہ پناہ بخدا!

ان قادیانیوں کی ٹیک نک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اس انداز میں کرتے ہیں کہ آپ کے امتیوں کو انبیاء کا مثل ٹھہرا دیتے ہیں بلکہ انبیاء سے بڑھا دیتے ہیں۔ حضورؐ کی اس انداز میں تعریف کہ آپ کا کوئی امتی نبی کے قرار پائے یا نبی سے رتبہ میں بڑھ جائے اپنی جگہ ضلالت وکفر ہے۔ رسول اللہ کی یہ تعریف کوئی وزن اور قیمت نہیں رکھتی۔ اس طرح یہ گمراہ لوگ مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا احترام کرتے ہیں کہ آپ کے امتیوں کو انبیاء کے برابر بلکہ ان سے بڑھا ہوا سمجھتے ہیں ——— تو سچے عاشق رسول تو ہم قادیانی ہیں،

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو!
اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

یعنی یا تو "مرزا غلام احمد" یا ہر "غلام احمد" (احمد کا غلام) حضرت مسیح ابن مریم سے رتبہ میں بڑھ کر ہے۔ عصمت مآب حضرت سیدتنا مریم سلام اللہ علیہا اور خود حضرت عیسٰی ابن مریم کی تعریف قرآن شریف میں آئی ہے اور متعدد مقامات پر آنجناب کا ذکر موجود ہے۔ کیا کوئی مسلمان جو قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے یہ کہہ سکتا ہے:۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو

ابن مریم علیہ السلام کے ذکر کو چھوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ قرآن کریم کی متعدد آیات کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے! (معاذ اللہ) ایک مسلمان تو اس انداز پر سوچ ہی نہیں سکتا جمہور امت کا اس عقیدے پر اتفاق ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا صحابی اور مقرب بارگاہ رسالت کسی نبی کی برابری نہیں کر سکتا۔

اس کتابچے میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں، عرش اور افلاک کا طولانی ذکر ہے۔ آیات قرآنی اور احادیث بے محل استعمال کی گئی ہیں اور ان سے فریب آمیز استشہاد کیا گیا ہے۔ دلائل جتنے پوچ ہیں ان سے زیادہ پھر ان کے

نتائج ہیں۔ آدمی جب ایک جھوٹ کی تائید اور پیچ کرتا ہے تو اس کے لیے بہت سے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ ربوہ کی اس نیم سرکاری گشتی (CIRCULAR) کا یہی رنگ ہے۔ "ارشاد" (؟) ہوتا ہے:۔

"پس ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں۔ اس معنی میں جس معنی میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے محبوب اور پیارے ہیں۔ آخری نبی سمجھنا چاہیے۔" (ص)

یہ ان قادیانیوں کا انتہائی مکروہ وغلیظ اور گمراہ کن تقیہ ہے۔ جن مسلمانوں نے قادیانی لٹریچر نہیں پڑھا وہ تو یہی سمجھیں گے کہ قادیانی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے قائل ہیں۔ حالانکہ حقیقت حال اور صورت واقعہ اس کے قطعاً برعکس ہے۔ مندرجہ بالا عبارت کے "اس معنی" میں قادیانیوں کا مافی الضمیر بول رہا ہے۔ ان لوگوں نے "خاتم النبیین" اور "آخری نبی" کے معنی یہ فرض کر لیے ہیں کہ وہ نبی جو افضل النبیین ہے اور جس کی مہر سے دوسرا نبی بن سکتا ہے۔ حالانکہ "خاتم النبیین" اور "آخری نبی" کی صحیح تعریف یہ ہے کہ وہ نبی جس کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ حضور کی ذات گرامی کے بعد وحی نبوت کا آنا موقوف کر دیا گیا، حضور کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہو گا جس کا نہ ماننا کفر ہو اور جس کے ماننے پر اسلام و ایمان کا مدار ہو۔

اگر یہ قادیانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "آخری نبی" مانتے ہیں تو مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کا پورا انسٹی ٹیوشن کس لیے قائم ہے۔ ان کو چاہیئے کہ اپنے عقائد سے توبہ کر کے مسلمان بن جائیں۔ مرزا غلام احمد نے دو ٹوک لفظوں میں اعلان کیا:۔

★ "اور میں جیساکہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر ایک ذرہ خدا کی اس کھلی ہوئی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی میرے پر نازل ہوتی ہے۔ وہ اسی خدا کا کلام ہے

جس نے حضرت موسٰے اور حضرت عیسٰے اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پہ اپنا کلام نازل کیا تھا۔" (ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

★ آنچہ داد ست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

(ہر نبی کو جو جام دیا گیا ہے مجھے وہ پورے کا پورا جام دیا گیا ہے)

★ "سچا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"
(دافع البلاء صلا۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

خلیفہ قادیان میاں محمود احمد نے مرزا کے ان دعووں کی تائید اور تشریح کی:-

"پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا صاحب) ہرگز مجازی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام احمد کا یہ دعوے کہ انبیاء کرام کی طرح مجھ پر وحی آتی ہے اور میں نبی اور رسول ہوں۔ اس عقیدے کے بعد مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں ——— دھوکا ہے، فراڈ ہے اور پہلے درجے کی منافقت ہے۔ عجیب فریب آمیز منطق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام احمد کو مہبطِ وحی نبوت اور صاحبِ شریعت نبی ماننے کے بعد بھی ختم نبوت پہ کوئی حرف نہیں آتا۔"

اس کتابچے کی تمام خرافات ولغویات کا ہم تجزیہ کریں تو یہ بحث ایک ضخیم کتاب بن جائے گی اس میں عرش و افلاک کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک انتہائی غیر متعلق اور دھوکے میں ڈالنے کی بحث چھیڑ دی ہے کہ کس نبی کی رسائی کس آسمان تک ہوئی، اس بحث کی تان کہاں آکر ٹوٹتی ہے۔

"پس یہ ہے وہ ذبح عظیم جو حضرت اسمٰعیل سے لی گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا روحانی رفعتوں کے حصول پر ساتویں آسمان تک پہنچ جانا آنحضرت کے مقام محمدیت میں رخنہ انداز کرنے والا نہیں ہے۔" (صٹ)

یہ کس نے کہا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روحانی رفعت مقام محمدیت میں رخنہ انداز ہو رہی ہے۔

"...... جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل کو حضرت محمد مصطفٰے علیہ السلام کے لیے تیار کیا تھا اگر اس طرح آج بھی آپ کا کوئی روحانی فرزند ایک ایسی جماعت کو تیار کرنے کے لیے کھڑا ہو جو پہلوں کی طرح یا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کی طرح اپنی جانوں کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربان کرنے والے ہوں اور اس وجہ سے وہ شخص حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند جلیل حضرت ابراہیم کے ساتھ ساتویں آسمان تک پہنچ جائے تو کوئی جاہل ہی یہ کہے گا کہ اس سے خاتم النبیین کے اندر رخنہ پڑ گیا اور خلل واقع ہو گیا۔ نہ پہلے آنے والوں کے نتیجہ میں رخنہ پڑا اور نہ بعد میں آنے والے امتی اور ظلی نبی کے آنے پر خلل واقع ہو سکتا ہے۔ آخری نبی کا یہی وہ مقام محمدیت ہے جس کی رو سے ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھتے ہیں۔" (ص ۹)

مرزا غلام احمد کس دینی سند کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا "روحانی فرزند" تھا کیا وہ شخص حضور کا "روحانی فرزند" ہو سکتا ہے جس نے حضور کے لخت جگر، نور العین، اور راحت جان حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تنقیص کی ہو۔

کربلا ئیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(در ثمین مجموعہ کلام مرزا غلام احمد)

اور

"تم نے اس کشتہ (حسین) سے نجات چاہی، جو نومیدی سے مر گیا بس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک مراد سے نومید کیا وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے"

اگر دنیا کے احوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ پہنچا دیتا ہے تو شان حسین میں مرزائے قادیان کے ان تنقیص آمیز جملوں کو کس قدر اذیت ہوئی ہوگی

سوچنے کی بات ہے کہ جس شخص نے فریضہ جہاد کو منسوخ کر دیا ہو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے کے لیے کیا کوئی جماعت تیار کر سکتا ہے؟ پھر یہ "فرزند جلیل" ساتویں آسمان پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دوش بدوش کس طرح پہنچ گیا؟ اس کے لیے کوئی دلیل؟ کوئی قرینہ! جس "فرزند جلیل" نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متوازی اپنی نبوت کا ادارہ قائم کیا ہو جس نے قرآن میں معنوی تحریفیں کی ہوں، وہ رسول اللہ کا حریف اور مد مقابل ہے یا حضور کا فرزند، شیدائی اور اطاعت گزار ہے۔

مرزا غلام احمد کے زمانے میں یا اس وقت جب مرزا نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے کیا دنیا عاشقان رسول سے خالی تھی؟ یہ کیسا عشق رسول ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کافر قرار دیتا ہے، صرف اس بنیاد پر کہ امت مسلمہ نے مرزا غلام احمد کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صاحب شریعت نبی ہونے کے دعوے کو عشقِ رسول، اطاعت محمد اور فنافی محمد سے تعبیر کرنا، یہ کتنی الٹی منطق اور لغو توجیہ ہے۔ کیا یہ عاشقانِ رسول کی جماعت تھی جس نے انگریزوں کی فتح اور ترکوں کی شکست پر قادیان میں چراغاں کیا تھا، کیا ان نام نہاد عاشقانِ رسول (قادیانیوں) میں سے کسی کو شردھانند، لیکھرام اور راجپال جیسے شاتمین رسول کو داصل جہنم کرنے کی توفیق میسر آئی۔ یہ کارنامہ تو حضور کے حقیقی شیدائیوں اور جاں نثار عاشقوں ہی نے انجام دیا۔

امت کی اصلاح اور رہبری کے لیے مسلمانوں میں ادارے اور تنظیمیں وجود میں آتی رہی اور آتی رہیں گی، مگر مرزا غلام احمد نے اس قسم کی کسی جماعت کی تشکیل کرنے کے بجائے، مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعوے کیا اور ایک جداگانہ امت کو اپنی نبوت کی بنیاد پر قائم کیا۔ یہ عشقِ رسول نہیں بغض رسول ہے۔ یہ اطاعت محمدی نہیں محمد سے بغاوت ہے۔ یہ عشقِ محمد میں فنائیت نہیں بلکہ رسالت و نبوت سے دوری اور بیزاری ہے۔ جس نبیٔ کاذب کے امتی مرزا غلام احمد کے بارے

میں یہ عقیدہ رکھتے ہوں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا" (ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی)

؎ "محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں"

(از قاضی ظہور الدین اکمل قادیانی)

تو یہ جماعت "عاشقان محمد" کی جماعت ہے یا "باغیان محمد" کی ٹولی ہے۔

اس کتابچے میں مرزا غلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا "فرزند جلیل" کہا گیا ہے اور مرزا غلام احمد نے اپنی فرزندی کا جوڑ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ملادیا۔

"انت منی بمنزلۃ ولدی تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے"

(حقیقۃ الوحی ص۸۶ مصنفہ مرزا غلام احمد)

ان خرافات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پڑھیئے۔

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابو داؤد)

ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

......اور یہ کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعوے کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث سے پوری طرح واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں آئے گا اور جو کوئی نبوت کا دعوے کرے گا وہ لازمی طور پر کذاب ہوگا تو نبی کاذب کی امت (یا جماعت) کو عاشقان رسول کی جماعت کہنا، عشق رسول کا مضحکہ اڑانا ہے۔ نبوت کے جھوٹے دعوے سے بڑا کوئی

قادیانی امیر کے اس کتابچے میں اس کا بھی اعلان کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کی تائید ومعاونت اور مال کی بے لوث خدمت کے سبب پیپلز پارٹی انتخابات میں جیت گئی اور یہ بات عالم آشکارا ہے کہ ان انتخابات کے نتیجہ میں مشرقی پاکستان کٹ گیا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوئے نبوت کے بعد ستر سال کی مدت میں پہلی بار سیاسیات میں حصہ کیوں لیا ورنہ یہ لوگ ہندوستان میں سیاسیات سے الگ تھلگ رہے۔ ایک طرف پاکستان میں ان کا یہ سیاسی کردار، دوسری طرف اسرائیل سے قادیانیوں کے روابط اور تعلقات، مرزا غلام احمد کے پوتے مرزا مبارک احمد نے اپنی کتاب (our foreign missions) کے صفحہ ۷۹، ۸۰ پر لکھا ہے۔

"احمدیہ مشن اسرائیل حکومت کے مقام حیفہ میں قائم ہے۔ وہاں ہماری ایک مسجد ہے، مشن ہاؤس، لائبریری، بک ڈپو اور اسکول ہے احمدیہ مشن کی جانب سے ایک ماہنامہ "البشریٰ" شائع ہوتا ہے جو تیس مختلف ملکوں کو بھیجا جاتا ہے۔ مسیح موعود کی متعدد کتابیں عربی میں ترجمہ کی گئی ہیں ...."

اسی چیز کو مکہ اور مدینہ کے اخباروں نے اسرائیل اور قادیانیت کے گٹھ جوڑ سے تعبیر کیا ہے۔ اسرائیل کی ہمدردیاں اسی مشن تنظیم اور ادارے کے ساتھ ہو سکتی ہیں جس کا وجود ملتِ اسلامیہ اور اسلامی ملکوں کو کمزور اور پارہ پارہ کرتے میں اسرائیل کے منصوبوں کو کمک پہنچاتا ہو۔

اس کتابچے میں مرزا ناصر نے مسلمانوں کو شغال و روباہ اور قادیانیوں کو شیر سے تشبیہ دی ہے۔

"تم لومڑی کا لبادہ اوڑھ کر اور گیدڑ کا لباس پہن کر نکلتے ہو اور چیختے اور چنگھاڑتے ہو اور سمجھتے ہو کہ ہم تم سے مرعوب ہو جائیں گے، ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے شیر کی جرأت سے بڑھ کر جرأت عطا فرمائی ہے۔"

"اگر خدانخواستہ ملک میں بدامنی اور لاقانونیت پھیل جائے تو تم دیکھو گے، ہر احمدی موت سے زیادہ پیار کرتا ہے"

قادیانیوں نے مسلمانوں کو اس جارحانہ انداز میں دھمکیاں کبھی نہیں دیں۔ یہ لب و لہجہ انہوں نے گزشتہ ڈیڑھ دو سال سے اختیار کیا ہے۔ یہ کوئی خطرناک قسم کی پشت پناہی ہے جو قادیانیوں کی زبان سے بول رہی ہے۔ اگر قادیانی اپنے قول میں سچے ہوتے اور ان کے پاس دیکھنے والی آنکھیں ہوتیں تو پاکستان میں جو ہلڑ بازی اور غنڈہ گردی ہو رہی ہے۔ اس کے سد باب کے لیے کوئی قدم اٹھاتے اور امن و قانون کی فضا قائم کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرتے۔ مگر پاکستان کی ابتری اور زبوں حالی کا انہیں ذرہ برابر غم نہیں بلکہ وہ تو خوش ہیں کہ مسلمانوں یعنی غیر قادیانیوں کو مرزا غلام احمد کی نبوت کے انکار کی سزا مل رہی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ختم نبوت کے اعلان و عقیدہ اور جھوٹی نبوت کی تردید کو یہ لوگ "بدامنی اور لاقانونیت" سمجھتے ہیں، جس کے لیے جارحانہ اقدام کا عزم۔

"ہر احمدی موت سے زیادہ پیار کرتا ہے"

کے لب و لہجہ میں بول رہا ہے، ستر سال کی مدت میں قادیانی ہندوستان میں پارسیوں اور بدھوں جیسی زندگی گزارتے رہے ہیں، سیاست سے اجتناب اور اقدام و تصادم سے گریز، مگر اب ان کی جرأتیں بڑھ گئی ہیں، اب وہ سرفروشی اور موت سے محبت کی باتیں کرنے لگے ہیں، ان کی مسلم دشمنی کی رسی دراز ہوتی جا رہی ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ جس راہِ ضلالت پر وہ گامزن ہیں، اس کو وہ خدا کی راہ سمجھتے ہیں۔

"تمہارے دل میں اس دنیا کی زندگی اور اس کے عیش و آرام سے جو محبت ہے اس سے کہیں زیادہ ہمیں خدا کی راہ میں جان دینے سے محبت ہے"

(ص۱۳ از امام جماعت قادیانی)

یہ زعم اور طمطراق تو دیکھئے کہ سارے مسلمان تو عیش و آرام سے محبت کرتے ہیں اور دنیا کی زندگی پر مٹے ہوئے ہیں۔ خدا کی راہ میں جان دینے کا عزم یہ مٹھی بھر قادیانی رکھتے

ہیں ——— اور سنیئے !

"اگر آج احمدیت مٹ جائے تو دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں رہے گا جو اسلام کے لیے کام کرے۔" (ص ۹)

یعنی اسلام آج دنیا میں قادیانیوں کے دم قدم سے زندہ ہے۔ یہ نہ رہے تو اسلام کے لیے کوئی کام کرنے والا ہی نہ رہے گا۔ اس کا واضح مفہوم یہ ہے (خاکم بدہن گستاخ) قادیانیت کے مٹ جانے سے اسلام مٹ جائے گا، کتنی ضلالت آمیز خوش فہمیاں اور کس قدر گمراہ کن غلط اندیشیاں ہیں !

"پس جماعت احمدیہ کی یہ اکثریت جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی زبان سے مسلمان قرار دیا اور قرآن کریم میں ان کے اسلام کا اعلان فرمایا...... (ص ۱۲)

یہ سو فیصدی جھوٹ بات ہے، کسی نبی نے مرزا غلام احمد کی جماعت کے لیے پیش گوئی نہیں کی، آسمانی کتابوں میں اور خاص طور سے انجیل برنباس میں حضرت سیدنا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد اور حضور کی نبوت اور صداقت کی البتہ پیش گوئیاں ملتی ہیں۔ دعائے خلیل اور نوید مسیحا سیدنا محمد بن عبداللہ تھے یا قادیان کا مرزا غلام احمد ابن غلام مرتضےٰ تھا؟ کیا تیرہ چودہ سو سال کی مدت میں امت مسلمہ کے تمام علماء اور صلحاء کے علاوہ یہودیوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں کے دد وانوں اور جانکاروں نے اس کا کبھی اظہار کیا کہ قادیان میں مرزا غلام احمد نام کا کوئی "مصلح" یا "نبی" پیدا ہوگا جس کے اشارے ان کی کتابوں میں ملتے ہیں۔

قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا، کیا حضور بھی انبیاء کرام کے اسماء کی ماہیت اور خود اپنے اسمائے مقدس احمد، محمد، سراج منیر، رحمۃ للعٰلمین ...... کے مصداق سے ناواقف تھے کہ حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ ایک ایسا جامع الصفات شخص دنیا میں پیدا ہونے والا ہے جو آدم بھی ہوگا، نوح بھی ہوگا، ابراہیم وموسےٰ اور عیسےٰ بھی ہوگا، یہ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو نازل ہونے سے رہ گئی اور حضور کو معاذ اللہ ان حقائق سے بے خبر رکھا گیا۔ ہاں ا

مرزا غلام احمد کو اس کا اتفاق رہا کہ قرآن کریم میں جن انبیاء کرام کے نام آئے ہیں ان کا مصداق میری ہی ذات ہے اور میں محمد اور احمد بھی ہوں ——— (نقل کفر کفر نہ باشد) !

اس کتابچہ میں قادیانی جماعت کے امیر نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے صریحی جھوٹ بولا ہے :-

"........ لیکن احمدی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی کے قائل ہیں اور نہ کسی پرانے نبی کے "

حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے واضح طور پر اپنے نبی اور رسول ہونے کا اعلان کیا ہے اسی بنا پر قادیانی مرزا کے نام کے ساتھ "علیہ السلام" لکھتے ہیں ۔ مرزا غلام احمد کی بیوی کو ام المومنین کہتے ہیں ، مرزا کے ساتھیوں کو صحابہ ، قادیان کو وہ مکہ اور مدینہ سے افضل جانتے ہیں ۔ غرض نبوت و رسالت کے جو لوازمات اور خصوصیات ہیں ۔ وہ مرزا غلام احمد اور قادیان سے وابستہ کر دی گئی ہیں ۔ مرزا نے بار بار کہا ہے کہ مجھ پر انبیاء کی طرح وحی نبوت آتی ہے ۔ اسی عقیدے کی بنا پر قادیانی تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں ، ان کے نزدیک مرزا غلام احمد کو نبی نہ ماننا کفر ہے ۔ مسلمانوں کے بچوں تک کی نماز پڑھنا ان کی شریعت میں جائز نہیں ہے ۔

جھوٹے دعوے

کسی جماعت ، مشن اور تنظیم کا باقی رہنا ، اس کی ترقی اور اس کے پیروؤں کی تعداد میں اضافہ اس کی حقانیت کی دلیل نہیں ہے ۔ سامنے کی بات ہے کہ ہندو مذہب ہزارہا سال سے قائم ہے ، مسلمانوں کے ہزار سالہ دور حکومت میں بھی اس باطل مذہب کا اثر و نفوذ کم نہ ہو سکا اور اب تو ربع صدی سے بھارت کے طول و عرض میں ہندومت ہی کے جیکارے گونج رہے ہیں اور چالیس کروڑ انسان ہندو آورش کے سائے میں اطاعت کی زندگی گزار رہے ہیں ۔ یہودیوں کو آج کس قدر ترقی ، فروغ اور غلبہ حاصل ہے ، تو کیا یہ باتیں اس کی دلیل بن سکتی ہیں کہ ہندومت اور یہودی مذہب آسمانی اور

کامیاب ہو جائیں اور اس میں شک نہیں کہ موجودہ دور میں جذباتی حد تک نسلی تعلق مذہبی تعلق کے مقابلہ میں زیادہ موثر ثابت ہو رہا ہے خصوصاً عربوں نے اپنی حماقت سے اس مذہبی مسئلہ کو قومیت کا رنگ دے کر یہودیوں کے لیے اور بھی آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔

اس پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے ذرا غور کیجئے کہ ہمارے چوہان صاحب اور محترم چشتی صاحب نے آل ابراہیم اور راجپوت کے متعلق جو مضامین لکھے ہیں کیا غیر شعوری طور پر انہوں نے یہود و ہنود کی خدمت تو نہیں کی؟ اس کار خیر میں انہیں کیا ثواب ملا؟ ممکن ہے کوئی صاحب کہے ، یہ تو علمی اور تحقیقی مضامین تھے لیکن معاف کیجئے مجھے اس میں کلام ہے۔ ان مضامین کو تحقیقی کہنا لفظ تحقیق کی توہین ہے۔ تمام مضامین پر تبصرہ تو مشکل ہے صرف چشتی صاحب کے مضمون کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ ویسے بھی مقابلۃً انہوں نے اپنے مضمون کو تحقیقی بنانے کی کوشش کی ہے۔ چشتی صاحب لکھتے ہیں :

"عمران حضرت اسحاق کا نام ہے"

یہ غلط ہے بلکہ بنی اسرائیل میں اس نام کے صرف دو شخص مشہور ہوئے ہیں۔ ایک حضرت موسےٰ علیہ السلام کے والد دوسرے حضرت مریم کے والد صاحب قرآن پاک میں ایک سورہ کا نام آل عمران ہے مفسرین نے یہاں صرف دو احتمال ہی ذکر کیے ہیں کہ اس سے مراد حضرت موسےٰ علیہ السلام کے والد ہیں یا حضرت مریم کے والد اور ان دونوں بزرگوں کے درمیان تقریباً دو ہزار سال کا بُعد ہے۔

چشتی صاحب نے ......انبیاء کی جو فہرست دی ہے وہ بھی صحیح نہیں۔ حضرت یشوع حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی دونوں طرف سے آل یہود سے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ......کی اولاد سے نہیں بلکہ یہودا کی اولاد سے تھیں۔

اسی طرح چشتی صاحب نے بنی یہودا کے بادشاہوں کی جو فہرست دی ہے وہ بھی غلط ہے ان کی فہرست کا پہلا نام حضرت طالوت بنیامین کی اولاد سے ہے علیٰ ہذا القیاس۔

چشتی صاحب کی مصیبت یہ ہے کہ وہ اسی سلسلے میں ایک یہودی مصنف کی ایک انگریزی کتاب پر اعتماد کر بیٹھے ہیں۔ اور ہمارے ہاں یہ عام بیماری ہے کہ جب ہمارے سامنے کسی انگریز مصنف کی کوئی کتاب آ جائے تو ہم اسے نقد و نظر سے بالاتر سمجھتے ہوئے اس کی ہر لغو اور لایعنی بات کو بھی صحیفہ آسمانی سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہمارے تجدد زدہ حضرات تو اس سے بھی کئی قدم آگے ہیں۔ ان کے ہاں صحیفہ آسمانی میں تو گفتگو کی گنجائش ہے لیکن کسی مغربی محقق کی بات میں کسی قسم کی جرح جائز نہیں۔

ایک اہم تحریری کتاب

القادیانیہ

دراسات و تحلیل (عربی)

علامہ احسان الٰہی ظہیر کی وہ معرکۃ آرا عربی کتاب جس نے "مرزائیت" کا عالم عرب میں پردہ چاک کر دیا۔

دوسرے ایڈیشن کی چند کاپیاں باقی موجود ہیں قیمت :۔ ۲۰ روپے صرف

آفسٹ پیپر اعلیٰ طباعت

ملنے کا پتہ

ادارہ ترجمان السنۃ ۷۔ ایبک روڈ انارکلی لاہور